53306

389

داخل

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۹۸/۱۸۰۰

محترم مفتی صاحب

السلام علیکم

میں اور میری بہن کپڑوں کا کاروبار کرتی ہیں جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ میری بہن کسی خاتون سے کچھ کپڑے ادھار لاتی ہیں وہ خاتون بتادیتی ہیں کہ کونسا کپڑا کتنے کا ہے اگر بک جائے تو پیسے ورنہ کپڑا لوٹا دینا ان کپڑوں پر میری بہن کچھ منافع رکھ کر مجھے لوٹا دیتی ہے کہ اگر یہ کپڑے بک جائیں تو اتنے اتنے پیسے دے دینا ورنہ کپڑا واپس کر دینا۔ پھر آگے میں بھی کچھ منافع رکھ کر ان کپڑوں کو بیچ دیتی ہوں پھر جتنی رقم بہن سے طے ہوتی ہے میں اس کو دے دیتی ہوں اور منافع اپنے پاس رکھ لیتی ہوں اور جو کپڑے نہیں بکتے وہ واپس کر دیتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ درست ہے

پہلے میں یہ کرتی تھی کہ سارے کپڑے خرید لیتی تھی پھر بیچتی تھی مگر جو کپڑا نہیں بکتا تھا ان کپڑوں کی وجہ سے میرے کافی پیسے پھنس جاتے تھے۔ لہٰذا پھر میں نے یہ طریقہ اختیار کرلیا

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میری بہن نے اس مرتبہ کسی sale سے بہت سے کپڑے بذات خود خرید لیے کافی کپڑے اس کے بک بھی گئے مگر کچھ کپڑے نہ بک سکے اس نے منافع رکھ کے قیمت مجھے بتادی کہ میں ان کپڑوں کو بیچ دوں مگر جتنی قیمت اس نے بتائی ہے اسی قیمت پر بیچوں کیونکہ اس کا خیال ہے کہ اگر میں اس پر مزید منافع رکھوں گی تو شاید اس

老师评语		家长签字

قیمت نہ دی کپڑے نہ بک سکیں گے اور اس کا کہنا ہے کہ اگر یہ
کپڑے بک جائیں گے تو ہر سوٹ پر وہ مجھے 100 روپے
دے گی۔ میں نے اس کے کہنے کے باوجود کچھ قیمت اور بڑھا کر
وہ کپڑے بیچ دیے کیا میں اب اس سے ہر سوٹ پر 100 روپے
لے سکتی ہوں یا نہیں

جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں اور شکریہ
کا موقع عنایت فرمائیں

فقط
والسلام علیکم
اہلیہ عبید

دار الافتاء

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

(۱)۔ صورتِ مسئولہ میں "کپڑے نہ بکنے پر واپس کرنے کی شرط" اگر آپ کی بہن یا آپ خود نہ لگاتی ہوں بلکہ بیچنے والی خاتون نے آپ کے شرط لگائے بغیر خود یہ پیشکش اور وعدہ کر رکھا ہو کہ اگر یہ کپڑے نہیں بکے تو میں واپس لے لوں گی اور وہ اپنے وعدہ کے مطابق واپس لے لیں تو اس صورت میں یہ معاملہ درست اور جائز ہے (لأنه ليس فيه بيع وشرط)

اور اگر خریدتے وقت یہ بات زبانی یا عملی طور پر مشروط بھی ہوتی ہو کہ "نہ بکنے کی صورت میں فروخت کرنے والی خاتون کو وہ کپڑے واپس لینے ہوں گے" جیساکہ آجکل اس شرط کا عُرف ہو چکا ہے، تب بھی اس معاملے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، بشرطیکہ یہ صورت مفضی الی المنازعہ نہ ہو یعنی فریقین میں اس سے جھگڑا اور اختلاف نہ ہوتا ہو (لأن الظاهر أنه بيع مشروط وليس بتعليق بيع لأنهما لا تعلّقان البيع علي وجود المشتري بل تعقدان البيع وتشترطان فيه الردّ و الإقالة إن لم تجدا من يشتري منهما ، فلا يكون تعليق البيع بل هو بيع شرط فيه الإقالة وشرط الإقالة في البيع وإن كان في الأصل شرطا فاسدا مخالفا لمقتضي عقد البيع كما صرّح به الفقهاء لكنه لاينبغي لنا اليوم أن نحكم بفساد العقد بسبب هذا الشرط لكون هذا الشرط شائعا ذائعا في عرف زماننا ، وقد تقرّر أن الشرط الفاسد إذا جرى به العرف لايبقى فاسدا ولا يفسد به البيع ولتنظر العبارات :١، ٢، ٣)

تاہم اس میں بہتر اور بے غبار صورت یہ ہے کہ یا آپ کی بہن خاتون سے کپڑے خریدتے وقت اور آپ اپنی بہن سے کپڑے خریدتے وقت ایک مدّت طے کرلیں کہ مثلاً ایک مہینہ یا تین مہینے تک مجھے یہ کپڑے واپس کرنے کا اختیار (خیارِ شرط) ہوگا کہ اگر کپڑے نہیں بک سکے تو میں واپس کر دونگی۔ (والفقهاء وإن ذكروا أن خيار الشرط يبطل عند ما يعرض المشتري المبيع على البيع لأنه رضا بالبيع دلالة ، لكن المرأتين لما قالتا بأنهما تعرضان الثوب على البيع في مدّة الخيار فكأنهما صرّحتا أن عرضهما المبيع علي البيع لا يعدّ منهما رضا ، فلا يعدّ العرض ههنا رضا بالبيع لأن الصراحة فوق الدلالة . ولتنظر العبارات: ٤ إلى ٨)

یا پھر آپ کی بہن شروع میں بیع کا معاملہ کرنے کے بجائے وکالت کا معاملہ کریں یعنی کپڑے خریدیں نہیں بلکہ جن سے کپڑے خریدتی ہیں انکی وکیل اور کمیشن ایجنٹ بن جائیں اور ہر کپڑے کی قیمت اور نفع طے کرلیں، مثلاً فلاں سوٹ اتنے کا بیچنا ہے اور اس پر بہن کا نفع اتنے روپے ہے۔ ساتھ ہی ان سے یہ بھی طے کرلیں کہ اگر مقررہ قیمت سے زیادہ میں بیچا تو وہ زائد نفع انعام کے طور پر بہن ہی کا ہوگا۔ پھر اگر بہن آگے کسی اور کو اسی طرح کمیشن ایجنٹ بنا کر اس کے ذریعہ سے سوٹ بکوانا چاہیں تو اسکی انکو اجازت ہوگی۔ ان شرائط کے مطابق یہ معاملہ بلاشبہ جائز ہوگا۔

نیز ان ہی شرائط کے خیال رکھتے ہوئے آپ بھی اپنی بہن سے کپڑے لے سکتی ہیں۔ تاہم جیساکہ ابھی ذکر کیا گیا کہ یہ معاملہ بیع (خرید وفروخت) کا نہیں بلکہ وکالت اور نیابت کا ہے، اسلئے جب تک یہ کپڑے فروخت نہ ہوجائیں، اس وقت تک یہ آپ کی بہن یا آپ کے پاس امانت سمجھے جائیں گے اور کسی غفلت و کوتاہی کے بغیر ہلاک ہونے کی صورت میں اصل مالک کا نقصان سمجھا جائے گا، آپ یا آپ کی بہن کا نقصان نہیں سمجھا جائے گا۔ البتہ اگر وہ کسی غفلت و کوتاہی کی وجہ سے ضائع ہوجائیں تو پھر آپ دونوں میں سے جس نے کوتاہی کی ہو گی اس پر اسکا ضمان آئیگا۔

۹۶۰۲۹۳

(١) فقه البيوع (١ / ٥٠٤)

البيع بشرط وجود من يشتريه من المشتري

وهناك طريق متبع في الأسواق أن من يريد أن يبيع أشياء إلى تاجر تلك الأشياء ، فإن التاجر لايقبل أن يشتري منه فوراً ، بل يقول له : إني أقبل أن تضعها عندي على أني إن وجدت مشتريا لها ، اشتريتها منك . ولو اعتبر العقد بينهما عقد بيع مشروط بأن يجد المشتري مشتريا آخر منه ، ففيه عدة محظورات من الناحية الشرعية . منها أنه بشرط مخالف لمقتضى العقد ، أو بيع معلق على شرط. ولكن هناك طريقان للوصول إلى هذا الغرض : الأول : أن يعير تلك الأشياء إلى التاجر وجعله سمساراً لبيعها إلى المشترين لقاء عمولة يدفعها إلى التاجر . والثاني: أن يشتري التاجر منه تلك الأشياء بخيار شرط إلى مدّة متفق عليها . فإن وجد مشتريا ، باعها إليه ،وينفذ به البيع الأول . وإن لم يجد مشتريا خلال المدّة ، ردها إلى البائع الأول بخيار الشرط.

(٢)الهداية مع البناية – (٨ / ٥٤)

وفي هذه المسألة(مسألة خيار النقد) قياس آخر، وإليه مال زفر، وهو أنه بيع شرط فيه إقالة فاسدة لتعلقها بالشرط، واشتراط الصحيح منها فيه مفسد للعقد، فاشتراط الفاسد أولى،

(٣)البناية شرح الهداية – (٨ / ٥٤)

والبيع بشرط الإقالة الصحيحة باطل

كذا في حاشية الشِّلْبِيِّ على تبيين الحقائق – (٤ / ١٦)

(٤) البحر الرائق ، دارالكتاب الاسلامي – (٦ / ٢٠)

ولو اشترى أرضا مع حرثه فسقى الحرث أو فعل منه شيئا أو حصده أو عرض المبيع للبيع بطل خياره

(٥)العناية شرح الهداية – دار الفكر – (٦ / ٣٤٠)

إذا عرض المبيع بشرط الخيار على البيع بطل خيار الشرط

(٦)مجلة الأحكام العدلية – (١ / ٦١)

(المادة ٣٠٤) الإجازة الفعلية هي كل فعل يدل على الرضا والفسخ الفعلي هو كل فعل يدل على عدم الرضا مثلا لو كان المشتري مخيرا وتصرف بالمبيع تصرف الملاك كأن يعرض المبيع للبيع أو يرهنه أو يؤجره كان إجازة فعلية يلزم بها البيع

(٧)مجلة الأحكام العدلية – (١ / ١٧)

(المادة ١٣) : لا عبرة للدلالة في مقابلة التصريح .

(۸)درر الحكام في شرح مجلة الأحكام - (۱ / ۳۱)

(لا عبرة للدلالة في مقابلة التصريح) لأن دلالة الحال في مقابلة التصريح ضعيفة، فلا تعتبر مقابلة للتصريح القوي.

مجلة الأحكام العدلية - (۱ / ۱۰۶)

(المادة ۵۷۲) لو أطلق العقد حين الاستئجار فللأجير أن يستعمل غيره

(المادة ۵۷۳) قول المستأجر للأجير اعمل هذا الشغل إطلاق , مثلا لو قال أحد للخياط خط هذه الجبة بكذا دراهم من دون تقييد بقوله خطها بنفسك أو بالذات وخاطها الخياط بخليفته أو خياط آخر يستحق الأجر المسمى وإن تلفت الجبة بلا تعد لا يضمن.

(۲)۔ صورتِ مسئولہ میں اگر آپ نے یہ کپڑے بہن سے خریدے نہیں تھے بلکہ بہن نے آپ کو یہ کپڑے بیچنے کیلئے دیئے تھے اور آپ انکی کمیشن ایجنٹ تھیں (جیسا کہ سوال سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے) تو اس صورت میں آپ کیلئے طے کی گئی اجرت (۱۰۰ روپے) لینا درست ہے۔ البتہ باقی تمام قیمت بہن کو لوٹانا ضروری ہے یعنی بہن کے بتائی ہوئی قیمت سے جتنی زائد قیمت آپ نے وصول کی ہے، وہ بھی بہن ہی کی ملکیت ہے۔ البتہ اگر بہن وہ زائد نفع اپنی خوشی سے انعام کے طور پر آپ کو دیدیں تو آپ کیلئے اسکو قبول کرنا جائز ہے۔

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام - (۱ / ٦٦٢)

[(المادة ۵۷۸) أعطى أحد ماله لدلال وقال بعه بكذا دراهم]

(المادة ۵۷۸) لو أعطى أحد ماله لدلال، وقال بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة. لو أعطى أحد مالا للدلال، وقال بعه اليوم بكذا قرشا فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال؛ لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان ماله فالبدل يلزم أن يكون كذلك، وليس للدلال سوى أجرة الدلالة (علي أفندي بزيادة)..........................

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد طلحہ ہاشم عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۳ رجب ۱۴۳۷ھ

۳۰ اپریل ۲۰۱۶ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ

۲۳/۷/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح

۲۳/۷/۱۴۳۷ھ

(مہر: دار الافتاء ۹۸/۱۸۰۰)

(مہر: مفتی)

10301